بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت سے پہلے غلامی کا احیاء

مجلّہ دابق شمارہ 4، ذوالحج 1435



دولۃ الاسلامیہ کو ولایت نینویٰ کے علاقے 'سِنجار' کو فتح کرتے وقت ایک یزیدی آبادی کا سامنا ہوا، جو کافر اَقلیت کی صورت میں عرصہِ دراز سے عراق و شام کے بعض علاقوں میں رہ رہی ہے۔ ان کا آج تک مستقل وجود ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں مسلمانوں کو سوال اٹھانا چاہیے، کیونکہ روزِ قیامت اُن سے اِس کے متعلق پوچھا جائے گا، اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے 1400 سال پہلے 'آیاتُ السیف' (تلوار کی آیات) نازل فرمادی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، **"جب حُرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں کہیں تم پاؤ تو انہیں قتل کرو، انہیں قیدی بناؤ، ان کا گھیراؤ کرو، اور ہر گھات کی جگہ اُن کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں، نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔" (سورۃ التوبہ: 5)**

یزیدیوں کا موجودہ مذہب - جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدل چکا ہے - شیطان کی عبادت کی طرف لگاتا ہے، جسے وہ اُن فرشتوں میں سے سمجھتے ہیں جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، وہ اسے ایک گمراہ مگر معاف کیا ہوا

فرشتہ سمجھتے ہیں۔ اُس اکیلے نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ وہ اللہ کی اِس متکبرانہ نافرمانی کو اس کا سب سے افضل فعل سمجھتے ہیں! وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسانوں نے اس کے بارے میں غلط نظریہ قائم کر لیا ہے۔ وہ اسے نیک اور ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ پہلے ہی شیطان کو ہزاروں سال تک پرہیز گاری کے آنسو بہانے کی وجہ سے اس کو معاف کر چکا ہے اور قیامت کے دن وہ اعلانیہ طور پر اسے بخش دے گا۔ اس لیے انہوں نے شیطان کو - جو سب سے بڑا طاغوت ہے - ہدایت اور تقویٰ کی سرداری کی علامت بنایا ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر گستاخانہ کفر اور کیا ہو سکتا ہے؟

ان کا مذہب حق سے اس حد تک انحراف کر چکا ہے کہ صلیب کے پجاری عیسائی بھی انہیں کئی ادوار سے شیطان کے پجاری اور ابلیس پرست سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ یہ بات ان مستشرقین اور مغربی مفکرین کی تحریروں میں موجود ہے جنھوں نے ان کا مطالعہ کیا یا جن کا ان سے مجادلہ ہوا۔ یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہے کہ اوباما ان شیطان کے پجاریوں کو عراق و شام میں اپنی مداخلت کی بنیادی وجہ قرار دیتا ہے، کیونکہ وہ ''پیش مرگہ'' کی طرف داری کرتا ہے - جو کہ مارکسٹ PUK سے تعلق رکھنے ولے زر خرید غنڈوں کے گروہ ہیں اور یہ مارکسٹ PKK کے اتحادی ہیں۔ نیز یہ پیش مرگہ گروپ ان طاغوتی قوانین کے مطابق جن پر مغرب ایمان رکھتا ہے ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔

سنجار پر قبضہ حاصل کرنے سے پہلے دولۃ اسلامیہ میں شریعت کے طلبائے علم کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ یہ تحقیق کریں کہ آیا یزیدیوں کے ساتھ مشرک اصلی گروہ والا سلوک کیا جائے گا؟ یا کہ اسلام کے بعد مرتد ہو جانے والے گروہ والا؟ اس وجہ سے کہ (اس مسئلہ سے) بہت سے متعلقہ اسلامی قوانین ہیں جن کا اس گروہ پر، اس کے افراد پر اور اس کے اندر موجود خاندانوں پر اطلاق ہونے والا تھا۔ کیوں کہ یہ گروہ خود کو یا اپنے عقائد کو واضح کرنے کے لیے جو ''عربی اصطلاحات'' استعمال کرتا ہے ان کی وجہ سے کچھ معاصر مسلمان علماء نے انہیں کسی ''مشرک اصلی مذہب والوں'' کی بجائے ''مرتدین'' کے فرقہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن مزید تحقیق سے یہ پتہ لگا کہ (حقیقتا) یہ گروہ قبل از اسلام جاہلیت میں بھی موجود تھا مگر بعد میں ارد گرد کی مسلم آبادی، زبان اور ثقافت کی وجہ سے اس پر اسلام کا اثر پڑا اگرچہ انہوں نے نہ کبھی اسلام قبول کیا نہ ہی قبول اسلام کا کبھی دعویٰ ہی کیا۔ اس مذہب کا ظاہری مصدر قدیم فارس کی آتش پرستی میں پایا گیا لیکن پھر ستارہ پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے اجزاء اس میں داخل کیے گئے اور آخر میں اس کو انتہاء پسند بدعتی صوفیوں کی زبان میں بیان کیا گیا۔

لہذا دولۃ الاسلامیہ نے اس گروہ کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جیسا کہ جمہور فقہاء نے بیان کیا ہے کہ مشرکین کے ساتھ کس طرح کا سلوک روا رکھا جائے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے برعکس جزیہ کی ادائیگی کی گنجائش نہیں تھی۔ علاوہ ازیں مرتدین

کی عورتوں کے برعکس کہ جنہیں لونڈی نہیں بنایا جا سکتا[1]۔ جنہیں جمہور فقہاء کے نزدیک (دوران جنگ پکڑے جانے کی صورت میں) نادم ہو کر توبہ کرنے یا قتل ہونے میں سے ایک اختیار دیا جاتا ہے۔اِن مشرکین کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا جا سکتا تھا۔ قیدی بنا لینے کے بعد غلاموں کا پانچواں حصہ حکومت (دولۃالاسلامیہ) کی طرف منتقل کر دیا گیا، جس کو حکومت نے بطور خُمُس تقسیم کرنا تھا۔ پھر باقی ماندہ یزیدی عورتوں اور بچوں کو سنجار آپریشن میں حصہ لینے والے دولت اسلامیہ کے سپاہیوں کے درمیان شریعت کے مطابق تقسیم کر دیا گیا۔

شرعی قوانین کے نفاذ کو ترک کر دینے کے وقت سے لے کر اب تک غالباً پہلی دفعہ اتنی بڑی سطح پر مشرک خاندانوں کو غلام بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو واقعہ معلوم ہے — جو کہ اگرچہ بہت معمولی سطح کا ہے - وہ فلپائن اور نائیجیریا میں وہاں کے مجاہدین کے ہاتھوں عیسائی عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے کا ہے۔

دولۃالاسلامیہ کی طرف سے غلام یزیدی خاندان اب بالکل ویسے ہی فروخت کیے گئے ہیں جیسے اس سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشرکین کو بیچا تھا۔ بہت سے معروف احکام پر باقاعدگی سے عمل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ماں کو اس کے چھوٹے بچوں سے علیحدہ نہ کرنا وغیرہ۔ بہت سے مشرکین مردوں، عورتوں اور بچوں نے بخوشی اسلام قبول کیا ہے۔اب وہ شرک کے اندھیروں سے نکلنے کے بعد اپنے نظر آنے والے اخلاص کے ساتھ اسلام پر تیزی سے عمل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ ان لوگوں پر تعجب کرتا ہے جو جنت میں ہتھ کڑیاں لگے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔'' (اسے بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) شارحین حدیث بیان کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اسلام میں بطور غلام داخل ہوئے اور پھر (اسلام لا کر) جنت میں داخل ہو گئے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس فرمان باری تعالی **''جتنی امتیں پیدا ہوئیں، تم ان سب سے بہتر امت ہو''** (آل عمران: 110) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا، ''تم لوگوں کے لیے بہترین امت ہو، تم لوگوں کو اس طرح لاتے ہو کہ ان کی گردنوں کے گرد طوق ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

---

[1] مرتد گروہوں — جیسے رافضی، نصیری، دروز، اسماعیلی - سے تعلق رکھنے والی مرتد عورتوں کو لونڈیاں بنانے کا مسئلہ ایسا ہے جس کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ فقہاء کی اکثریت کا کہنا ہے کہ ان کی عورتوں کو لونڈیاں نہیں بنایا جائے گا بلکہ انہیں صرف توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ حدیث میں ہے، ''جو اپنا مذہب تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔'' (صحیح بخاری) مگر احناف اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سمیت بعض علماء کہتے ہیں کہ انہیں لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے کیونکہ ایسا کرنا بعض صحابہ کرام سے ارتداد کے خلاف جنگوں سے ثابت ہے جن میں انہوں نے مرتد عورتوں کو لونڈیاں بنایا۔ یہ رائے بھی دلائل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے، واللہ اعلم۔

اور جوں جوں ہم ''الملحمۃ الکبریٰ'' (قیامت سے پہلے واقع ہونے والی ایک جنگ عظیم) کے قریب ہو رہے ہیں—جب بھی اللہ کے حکم سے اس کا وقت آئے گا-اور اس مباحثے کے بعد، یہ جاننا بڑا دلچسپ ہو گا کہ غلام بنانے/غلامی کے لوٹ آنے کو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بتایا گیا ہے اور الملحمۃ الکبریٰ کے برپا ہونے کی ایک وجہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی ایک نشانی یہ بتائی کہ، ''لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔'' اسے بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

علماء نے اس کی بہت سی توضیحات پیش کی ہیں۔ بعض علماء اسے (یعنی قیامت کی اس نشانی کو) غلامی کے اصل معنی سے دور لے جاتے ہیں (وہ غلامی کی بجائے اس کی کوئی اور تاویل کرتے ہیں مثلاً اولاد کا نافرمان ہو جانا وغیرہ)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمل (لونڈی کا اپنے مالک کو جنم دینا) پہلے ہی ان کے ادوار میں عام پایا جاتا تھا۔ حدیث کی شروحات میں سے مندرجہ ذیل اقتباسات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث کی ''اصل غلامی'' والی تشریح ہی زیادہ معقول ہے۔ اور طاغوتی قوانین کے پروان چڑھنے اور جہاد سے دور ہونے کے نتیجے میں غلامی کا باب ختم ہو جانے کے بعد یہی بات اور بھی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

ابن رجب الحنبلیؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ''علماء نے اس کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ یہ مروی ہے کہ جیسے جیسے بلاد کفار کی فتوحات بڑھتی جاتی ہیں ویسے ویسے کفار کی غلامی کا سلسلہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ تب پھر مدخولہ لونڈیوں کی تعداد اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ لونڈیاں اپنے مالکوں کے بچوں کو جنم دیتی ہیں، جو کہ آزاد ہوتا ہے۔ یہ ایسے کہ آقا/مالک کا بیٹا بھی مالک جیسی حیثیت رکھتا ہے (یعنی کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرح آزاد ہوتا ہے، نہ کہ ماں کی طرح غلام)۔ اس زاویہ سے دیکھیں تو اس (لونڈی) نے اپنے مالک کو جنم دیا ہے۔ [...] اسی طرح یہ بھی مروی ہے کہ ''لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی'' سے یہ بلادِ کفار کی بڑھتی ہوئی فتوحات اور غلاموں کی تعداد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں تک کہ ایک لڑکی نو عمری میں بلاد کفار سے لائی جائے گی پھر بلاد اسلامیہ میں آزاد کر دی جائے گی، اس کے بعد اس کی ماں کو لونڈی بنا کر لایا جائے گا، پھر یہ لڑکی اپنی ماں کو خرید کر اپنی خدمات کے لیے استعمال کرے گی۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ لونڈی در حقیقت اس کی ماں ہی ہے۔ ایسا اسلام کے تاریخی دور میں ہو چکا ہے۔ یہ تشریح بھی پہلے والی کی ہی طرح ہے، جس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بلادِ کفار کی کثرت سے فتوحات اور وہاں سے غلاموں کا لایا جانا ہے۔ [...] یہ

بھی بیان کیا جاتا ہے کہ لونڈی کا اپنے آقا کو جنم دینے سے مراد یہ ہے کہ لوگ شادیاں کرنے کی بجائے صرف لونڈیوں پر ہی اکتفا کر لیں گے۔ واللہ اعلم۔"(فتح الباری)

ابن رجبؒ کا یہ بھی کہنا ہے: "اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بہت سے علاقے فتح ہوں گے، بہت سے غلام بنائے جائیں گے یہاں تک کہ لونڈیوں اور ان کے بچوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جائے گی، لونڈی اپنے آقا کی غلام بن جائے گی جب کہ اس (آقا) کے بچوں کو اس (لونڈی) پر اس کے آقا جیسا رتبہ حاصل ہو گا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ آقا کے بچے کی حیثیت بھی آقا ہی کی ہے، چنانچہ لونڈی کے بچے کو اس پر اس کے مالک اور آقا کا رتبہ حاصل ہوتا ہے"۔ (جامع العلوم والحکم)

امام النوویؒ اس حدیث کی وضاحت میں یہ فرماتے ہیں: "جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ اس بات کی پیش گوئی ہے کہ لونڈیوں اور ان کے بچوں کی تعداد بڑھ جائے گی، کیوں کہ ایک لونڈی کے بچے کا رتبہ اس کے مالک کا ہوتا ہے۔"(شرح صحیح مسلم)

ابن حجرؒ اس تشریح پر اپنے خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں: "مگر یہ بیان کردہ تشریح وضاحت طلب ہے، کیوں کہ بچے جنم دینے والی لونڈی کا وجود تو اس دور کی ہی بات ہے کہ جب یہ حدیث بیان فرمائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں مشرکین کی زمینوں کی فتوحات، ان کے خاندانوں کو غلام بنانا، ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا، اسلام کے ابتدائی دور میں واقع ہوا تھا۔"(فتح الباری)

مزید برآں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو علماء کرام غلامی کے لغوی معنی سے دور ہٹ جاتے ہیں وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے دور میں پہلے ہی اِس کا وجود یوں عام تھا کہ ان کے لیے ان احادیث کو سمجھتے ہوئے اصل غلامی پر منطبق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے غلام بنانے کے عمل کو ترک کر دینے اور اب اس کے دوبارہ احیاء کے بعد یہ لغوی توضیح بہت زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ اس حدیث پر بھی غور و فکر کرنا چاہیے جو کہ دابق کے متعلق ایک طویل حدیث ہے، جسے امام مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ "دابق" کے قریب رومیوں کی صف بندی کے بعد رومی، مسلمانوں سے کہیں گے، "ہمیں اور ان لوگوں کو جو ہم میں سے قید کیے گئے تھے، چھوڑ دو تا کہ ہم ان سے لڑ سکیں۔" پھر مسلمان جواب دیں گے، "نہیں، اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے سامنے اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔" اس مختصر مذاکرہ کے بعد خون ریز جنگ شروع ہو جائے گی۔

امام النوویؒ نے اس حدیث کی تشریح میں کہا ہے: ''یہ حدیث دو طرح سے بیان ہوئی ہے، ''سَبَوْا مِنَّا'' (یعنی جنہوں نے ہم میں سے کچھ کو قید کر لیا) اور ''سُبُوْا مِنَّا'' (یعنی جو ہم میں سے قید کیے گئے)۔ القاضیؒ نے 'المشارق' میں کہا ہے کہ دو پیشیوں والے الفاظ ''سُبُّوْ'' یعنی ''(انہیں چھوڑ دو) جو ہم میں سے قید کیے گئے''، اکثر نے بیان کیے ہیں اور یہی مطلب درست بھی ہے۔ میں (النووی) کہتا ہوں کہ دونوں معانی ہی درست ہیں۔ کیوں کہ پہلے انہیں (کفر کی حالت میں / بطور کفار دشمن کے) قیدی بنایا گیا۔ پھر انہوں نے کفار کو قیدی بنایا۔ یہ واقع ہمارے دور میں وقوع پذیر ہے۔ وہ ایسے کہ مصر اور شام کی اکثر (موجودہ) افواج کو پہلے حالت کفر میں غلام بنایا گیا تھا اور اب وہ کفار کو اپنا غلام بنا رہی ہیں، والحمدللہ۔ انہوں نے ان کفار کو ہمارے دور میں بہت مرتبہ غلام بنایا ہے۔ انہوں نے صرف ایک ہی واقع میں بھی ہزاروں کفار کو قیدی بنایا تھا۔ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اسلام کو طاقت بخشی اور عزت سے نوازا۔'' (شرح صحیح مسلم)

اس کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ الشیخ ابو محمد العدنانی الشامی حفظہ اللہ یہ کہتے ہوئے کہاں سے وجدان حاصل کرتے ہیں کہ، ''او صلیبیو! ہم باذن اللہ تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ یہ جنگ تمہاری آخری جنگ ہو گی۔ اس کو توڑا اور ہرایا جائے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہاری تمام پچھلی جنگیں توڑی گئیں اور تمہیں شکست دی گئی۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کے بعد ہم تم پر حملہ کریں گے۔ اور تم ہم پر حملہ نہیں کر سکو گے۔ ہم تمہارے روم کو فتح کریں گے۔ تمہاری صلیب توڑیں گے، تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔ یہ اس کا ہم سے وعدہ ہے۔ وہ بہت زیادہ بلند درجہ والا ہے اور اپنا وعدہ کبھی نہیں توڑتا۔ اگر ہم اس وقت تک نہ رہ پائے تو ہمارے بچے اور ان کے بچے اس وقت کو پہنچیں گے۔ اور وہ تمہاری اولاد کو قیدی بنا کر بازار میں فروخت کریں گے۔'' (ان ربک لبالمرصاد: بے شک تمہارا رب ہمیشہ سے خبردار ہے)

قبل اس سے کہ شیطان کمزور ذہن اور کمزور دل والوں پر شبہات ڈالے، سب کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ کفار کے خاندانوں کو غلام بنانا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا قطعی طور پر شریعت سے ثابت شدہ امر ہے۔ اب اگر کوئی اس کا انکار یا استہزاء کرتا ہے تو گویا وہ قرآن کی آیات اور نبی ﷺ کی احادیث کا انکار اور استہزاء کرتا ہے، اور اس طرح اسلام سے ارتداد اختیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **''بیشک وہ مومن کامیاب ہو گئے ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں اور وہ لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ زکاۃ ادا کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے ملامت نہیں اور جو ان کے علاوہ اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کردہ حد سے) نکل جانے والے ہیں۔''**

آخری بات، معاصر علماء کی ایک بہت بڑی تعداد نے یہ بیان کیا ہے کہ غلام بنانے کے عمل کو ترک کرنے سے فحاشی بڑھ گئی ہے، کیوں کہ شادی کا شرعی متبادل (مملوکہ عورت/لونڈی سے استمتاع) موجود نہیں ہے۔اس لیے جو شخص ایک آزاد عورت سے شادی کی گنجائش نہیں رکھتا وہ خود کو گناہ کی طرف ابھارنے والی اشیاء میں گھرا ہوا پاتا ہے۔مزید برآں، بہت سے مسلم خاندان جنہوں نے گھریلو کام کاج کے لیے مزدوری پر نوکرانیاں رکھی ہوتی ہیں، انہیں ممنوعہ خلوت کے فتنے کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں مرد اور نوکرانی کے درمیان زنا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔جب کہ اگر وہ نوکرانی اس کی لونڈی ہو گی تو ان کا یہ تعلق جائز ہو گا۔یہ بھی جہاد کو ترک کر دینے اور دنیا کے تعاقب میں لگے رہنے کے (برے) نتائج میں سے ایک ہے۔واللہ المستعان۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دولۃ الاسلامیہ کو دین کے مزید پہلوؤں کے احیاء کی توفیق بخشے۔آمین۔

والحمد للہ رب العالمین۔

